خمار بارہ بنکوی کی نغمہ نگاری

کلیدی الفاظ: خمار بارہ بنکوی # ہندی سینما # فلمی شاعری # نغمہ # موسیقی

مسز زرینہ عبدالسلیم

اسسٹنٹ پروفیسر و ہیڈ (شعبۂ اردو)

یشوداگرلس آرٹس اینڈ کامرس کالج، اسنہ نگر، ناگپور

Abstract: Khumar Barabankvi was the pen name of Urdu poet and lyricist Mohammad Haidar Khan from Barabanki, Uttar Pradesh, India. His ghazals are sung by many famous singers such as Mehdi Hassan, Ghulam Ali, K. L. Saigal, Mohammed Rafi, Lata Mangeshkar, Jagjit Singh and many other singers. His literary works includes ‘Hadees-e-Deegaraan’‘Aatish-e-Tar’'Raqs-e-Mai’" Shab-e- Tab" Aahang e Khumar Khumar has written some famous songs for Hindi films which should not be neglected like Shahjehan, Baradari, 'Saaz aur Awaaz', Love And God (1986) directed by K. Asif etc. He had a poetic environment in his family during his childhood. His father, Dr. Ghulam Haider, wrote salaams and marsiyas under the pen name ‘Bahar’and his uncle ‘Qaraar Barabnkvi’ was a well-known poet of Barabanki who guided Khumar at a young age. His brother Kazim Haider known as ‘Nigar’, was also a poet.

Khumar Barabankvi had a melodious and suitable voice for poetry. He was popular

in Mushairas. His ghazals and voice made him a favorite of all. Jigar Muradabadi and Khumar Barabankvi were the attraction of any mushaira of the time with their poetry as well as their melodious voice and style of recitation. Khumar was an ardent supporter of classical ghazal like Jigar Moradabadi.His work is notable for Urdu poetry as well as Indian films that's why the topic is selected for this article. To highlight the important contribution of Khumar Barabankvi , it is an attempt and further investigation will be carried out ahead.

بیسویں صدی میں جن شعرا کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ، ان میں ایک نام خمار بارہ بنکوی کا بھی ہے۔خمار بارہ بنکوی کی غزل کو عالمی سطح پر پذیرائی ملی۔انھوں نے اردو شاعری بالخصوص غزل گوئی کو سمت و رفتار عطا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔خمار بارہ بنکوی 15 ستمبر 1919 کو اتر پردیش کے ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ان کا اصل نام محمد حیدر خان تھا۔ان کے قریبی لوگ خمار کو پیار سے ''دلّن'' بلایا کرتے تھے۔خمار بارہ بنکوی نے نہ صرف غزل بلکہ وہ جس ضلع میں پیدا ہوئے یعنی بارہ بنکی،اس کو انھوں نے عالمی سطح پر متعارف کرایا۔

جگر مرادآبادی کے بعد خمار بارہ بنکوی کو مشاعروں کا سب سے مقبول ترین شاعر مانا جاتا ہے۔اگر چہ ان کا اپنا لب ولہجہ تھا۔لیکن انھوں نے اپنے آپ کو جگر اسکول کے پیروکار بتانا زیادہ اہم سمجھا۔انھوں نے جگر اسکول کے انداز اور لب ولہجہ کو عالمی سطح پر عام کیا۔خمار با کمال اور صاحب طرز غزل گو تھے۔ان کو صرف مشاعروں کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے حالانکہ ان کی غزل میں ادبی نقوش ملتے ہیں۔مشاعرے صرف ایک روایت نہیں بلکہ ثقافت اور درو بست کا ذریعہ بھی رہے ہیں۔جگر مرادآبادی کے بعد خمار بارہ بنکوی کو مشاعروں میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اور خمار نے تو ہندو پاک میں

ہی نہیں خلیجی ممالک، انگلینڈ، امریکہ اور کینیڈا میں بھی مشاعرے پڑھے اور اپنی غزلوں کی داد وصول کی۔ خمار کے یہاں جو سادگی اور پرکاری ملتی ہے وہ ان کے کسی ہم عصر شاعر کے یہاں نہیں پائی جاتی۔ ان کے شعر دیکھنے میں تو بہت آسان ہیں لیکن جب سوچیے تو ایسا محسوس ہوگا کہ یہ کہنا بہت مشکل ہے:

بھولے ہیں رفتہ رفتہ انہیں مدتوں میں ہم
قسطوں میں خود کشی کا مزہ ہم سے پوچھیے

خمار کے یہاں عشق و عاشقی کے ساتھ سرمستی کا جذبہ ہے اور اسی میں وہ حالات حاضرہ کی تلخیوں کو بھی بیان کرتے ہیں:

مجھ کو شکستِ دل کا مزا یاد آگیا
تم کیوں اداس ہو گئے، کیا یاد آگیا

خمار صاحب مخصوص انداز کے شاعر تھے۔ ان کا اپنا لب و لہجہ تھا۔ لیکن وہ جگر اسکول کے شاعر کہلانا پسند کرتے تھے اور حقیقت یہی ہے کہ وہ محفلِ جگر کی آخری شمع تھے۔ مشاعروں میں ان کی مقبولیت بے پناہ تھی۔ جگر مرادآبادی کے بعد شاید خمار ہی مشاعروں کے سب سے مقبول شاعر تھے اور انھوں نے اپنی شاعری کے معیار کو کبھی گرنے نہیں دیا۔ علی سردار جعفری خمار کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''غزل جس کا ہر شعر ہوا کے نرم اور لطیف جھونکے کی طرح آئے اور گزر جائے اور دل میں تازگی کی ایک کیفیت پیدا کر جائے، یہ ہے خمار کی شاعری۔ اس میں غزل کی کئی سو برس کی روایات کی تہذیب اور شائستگی ہے اور سہل بیانی کا ایسا جادو ہے جو فریب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ یقین کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے کہ ایسا شعر تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں، مگر غالب اور اقبال کے رنگ میں کہنا آسان ہے اور اس رنگ میں کہنا مشکل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فکر اور خیال کی اور تشبیہ و استعارہ کی

تراش وخراش ایک سرے سے ہے ہی نہیں جس کی نقل
کی جائے۔ یہ میر اور ان کے ہم عصروں کی روایات ہے
جن کے یہاں خارجی ارآئش برائے نام تھی۔ یہ شاعری
شاعر کی اپنی طبیعت کی شگفتگی اور شخصیت کی دلنوازی سے
آراستہ ہے اور اس شخصیت کی نقل کرنا منہ چڑھانے کے
برابر ہے۔''

(آتش تر، خمار بارہ بنکوی، ص:7 ــ8)

سال 1945 میں ممبئی میں ایک تاریخی مشاعرہ منعقد ہوا تھا۔جس میں ملک بھر کے شعرا نے اس مشاعرے میں شرکت کی تھی۔ یہ ممبئی کا تاریخ ساز مشاعرہ تھا جس کو صدیق صابو فاؤنڈیشن نے منعقد کرایا تھا۔ اس مشاعرہ میں جگر مراد آبادی، فراق گورکھپوری، مجروح سلطان پوری و دیگر بڑے شعرا نے شرکت کی۔اس مشاعرہ کے بعد بہت سے اردو شعرا کو ہندی سینما میں نغمے لکھنے کا موقع ملا جن میں شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، حسرت جے پوری، خمار بارہ بنکوی وغیرہ کا نام قابل ذکر ہیں۔اسی مشاعرہ میں شرکت کے وقت فلم ساز اے آر کاردار نے خمار بارہ بنکوی سے فلم میں نغمہ لکھنے کی درخواست کی۔انھوں نے اپنا پہلا گیت فلم 'شاہجہاں' کے لیے لکھا۔گیت کے بول تھے:

اے دل بے قرار جھوم
ابر بہار آگیا
دور خزاں چلا گیا
عشق مراد پا گیا
حسن کی مچ رہی ہے دھوم
اے دل بے قرار جھوم

یہ فلم 1946 میں ریلیز ہوئی تھی اور ایک ہٹ فلم تھی۔اس فلم کے فنکاروں میں سہگل، راگنی، جیمر اج مرکزی کردار تھے۔اس فلم میں مجروح سلطان پوری نے بھی گیت لکھے تھے، پھر خمار بارہ بنکوی بھی موسیقار نوشاد کی گڈ بک میں آگئے تھے یکے بعد دیگرے

کئی فلموں کے گیت لکھے اوران ابتدائی فلموں میں ساز وآواز، ناٹک اور قیمت قابل ذکر تھیں۔فلم قیمت اس دور کی بلاک بسٹر فلم تھی۔اس فلم کے چند ہٹ گیت فلم کی ہائی لائٹ تھے۔ان فلموں کے بعد روپ لیکھا، ہلچل، مہربانی، آدھی رات، جواب، شہزادہ، محفل، مہندی اور قاتل جیسی فلمیں سپرہٹ بھی ہوئیں اوران کے گیتوں نے خمار بارہ بنکوی کو صف اول کے فلمی گیت نگاروں میں شامل کردیا تھا۔

سال 1951 میں آئی فلم کے لیے خمار بارہ بنکوی نے سارے نغمے لکھے۔اس فلم کے تمام نغموں کوعوام میں شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔اس فلم میں مجموعی طور پر 9 نغمے شامل تھے جن میں: 'آج میرے نصیب نے مجھ کورلا رلا دیا'، 'لگی ہے آگ دل میں آنکھ سے آنسو برستے ہیں'، 'او بچھڑے ہوئے ساتھی جیوں کیسے بتا دے'، 'بہار آئی مگر دل میں پھول نہ کھل سکے'، 'پریت جتا کے میت بنا کے بھول نا جانا'، 'کوئی کس طرح راز الفت چھپائے'، 'ایک جھوٹی سی تسلی وہ مجھے دے کے چلے'، 'ہائے صدقے تیرے او بانکے میرے' جیسے نغمے لکھے۔فلم 'ہلچل' میں شامل تمام نغموں کو بے پناہ شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔اس فلم کا نغمہ جس کولتا منگیشکر اور محمد رفیع نے گایا ہے۔خمار بارہ بنکوی کا یہ ایک دردبھرا نغمہ ہے جس کے بول ہیں:

او بچھڑے ہوئے ساتھی جیوں کیسے بتا دے
اجڑی ہوئی دنیا کو میری آکے بسا دے

خمار بارہ بنکوی نے موسیقار ناشاد کی فلم بارہ دری کے لیے بھی گیت لکھے تھے۔یہ فلم 1955 میں ریلیز ہوئی تھی اس کے چند گیت بڑے مقبول ہوئے تھے جن کے بول مندرجہ ذیل ہیں:

بھلا نہیں دینا جی بھلا نہیں دینا
زمانہ خراب ہے بھلا نہیں دینا

تصویر بناتا ہوں تصویر نہیں بنتی
اک خواب سا دیکھا ہے تعبیر نہیں بنتی

اب کے برس بڑا ظلم ہوا مورا

بچپن گیا ہائے رام
جیا مورا ڈولے ہائے پیا پیا
بولے ہو نہ جاؤں کہیں بدنام

خمار بارہ بنکوی نہ صرف غزل اور مشاعروں کے شاعر تھے بلکہ انھوں نے فلموں کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک اور شاہ کار نغمے بھی تخلیق کیے۔ انھوں نے جن فلموں کے لیے نغمے لکھے ان فلموں کا نام کچھ اس طرح ہے: شاہ جہاں 1946، برادری 1955، ساز اور آواز 1966، ہلچل 1951، لو اینڈ گوڈ 1986، رخسانہ 1955، جواب 1955، دو روٹی 1957، دروازہ 1954، مہندی 1958، کیپٹن کشور 1957، بکھرے موتی 1951، ناٹک 1947، روپ ریکھا 1949، شہزادہ 1955، جلاد 1956۔ اگرچہ خمار نے جن فلموں کے لیے نغمے لکھے ان کی تعداد ایک درجن کے آس پاس ہے۔ لیکن جن فلموں کے لیے بھی انھوں نے نغمے لکھے وہ تمام فلمیں اپنے وقت میں سپر ہٹ ثابت ہوئیں۔

خمار بارہ بنکوی کے نغمے

شمار	نغمے	فلم کا نام
1	اللہ تیرے ساتھ ہے	لو اینڈ گاڈ
2	آج میرے نصیب نے مجھ کو رلا رلا دیا	ہلچل
3	اے دلِ بے قرار جھوم	شاہ جہاں
4	رہے گا جہاں میں تیرا نام	لو اینڈ گاڈ
5	پریت جگا کے میت بنا کے بھول نہ جانا	ہلچل
6	کوئی کس طرح رازِ الفت چھپائے	ہلچل
7	پیار کی دنیا لٹے گی ہمیں	مہندی
8	اپنے کیے پہ کوئی پشیمان ہو گیا	مہندی
9	یہ نادانوں کی دنیا ہے	لو اینڈ گاڈ

10	لٹے ہمارا پیار یہ کس کی مجال ہے پیار کہتے ہیں جسے	لوا ینڈ گاڈ
11	ادھر ڈھونڈ تی ہوں، ادھر ڈھونڈ تی ہوں، محبت خدا ہے	لوا ینڈ گاڈ
12	گلشن گلشن صحرا صحرا	ہلچل
13	ہائے صدقے تیرے او بانکے میرے	ہلچل
14	سو رہے ہیں بے خبر سونے والے گاؤں میں	ہلچل
15	سوجا تو میرے راج دلارے سوجا	جواب
16	دنیا بنانے والے	جلاد
17	تیرے جہاں سے چل دیئے دیتے ہوئے دعائیں ہم	رخسانہ
18	دن رات جفائیں کرتے ہیں	رخسانہ
19	جب سے چلے گئے ہیں وہ	ناٹک
20	نہ ہو کوئی جہاں چلے ہم تم وہاں	ناٹک
21	دل لے چلے تو نہیں جاؤ گے	ناٹک
22	دل کو لگا کے حضور ہم تو ہوئے مجبور	رخسانہ
23	مرے تجھ پہ دنیا ساری، پھنس نہیں جانا گوری جال میں	ذرا بچ کے
24	برباد نہ کر دے کہیں	شاہ جہاں
25	میری دلہن بریلی سے آئی رے آئی رے	مہندی
26	دل دھڑ کا آنکھیں شرمائی	دروازہ
27	اللہ کی رحمت کا اے دل جس کو بھی سہارا مل جائے	مہندی
28	تم ہو جاؤ ہمارے کبھی چاندنی راتوں میں	روپ ریکھا
29	خوشی مانگی تھی اور غم دے دیا	بکھرے موتی
30	آئی بسنت رت اوڑھے چنریا	مہربانی
31	کوئی نینوں میں میرے آ کے نہ جائے	مہربانی
32	من کی پنچھی شور مچائے	ناٹک

33	دل کے مالک سن میرا دل ٹوٹ گیا ہے	روپ ریکھا
34	ہمیں وہ بہت یاد آنے لگے ہیں	رخسانہ
35	دنیا ہے حسین دل ہے جوان	روپ ریکھا
36	میرے کی لگی تجھ کو بھی لگ جائے	محفل
37	پیارا مکھڑا ہو بہکی بہکی چال	محفل
38	تاروں کے لگے ہیں میلے	جلاد
39	کر لے چار نظر آج نہیں کل	محفل
40	زمینیں ہماری زمانہ ہمارا	لالِ یمن
41	تصویر بناتا ہوں تصویر نہیں بنتی	برادری
42	بھلا نہیں دینا جی بھلا نہیں دینا	برادری
43	درد بھرا دل بھر بھر آئے برادری	برادری
44	ستارے ڈوب چلے، محبت کی بس اتنی داستان	برادری
45	ساز ہو تم آواز ہوں میں	ساز اور آواز
46	دل کی محفل سجی ہے چلے آئیے	ساز اور آواز
47	کھو دیا میں نے پا کر کسی کو	برادری
48	تصور تیرا عبادت ہے	لو اینڈ گاڈ
49	بڑی پیاری کہانی ہے محبت کی کہانی بھی	دوروٹی
50	چھوڑو چھوڑو جی بیّاں موری، میں نازک چھوری	برادری
51	آدمی وہ جو ہمت نہ ہارے	جواب

سال 1955 میں ریلیز ہوئی فلم 'بارہ دری کے لیے خمار بارہ بنکوی نے کیا خوب درد سے پر ایک نغمہ لکھا ہے۔ اس نغمہ کو گایا ہے محمد رفیع اور لتا منگیشکر کی جوڑی نے۔ نغمہ میں موسیقی دی ہے شوکت دہلوی ناشاد نے۔ نغمہ کے بول ہیں:

ستارے ڈوب چلے رات ڈھلنے والی ہے
چلے بھی آؤ کہ دنیا بدلنے والی ہے

اسی فلم کا ایک اور نغمہ جسے لتا منگیشکر اور شمشاد بیگم کی جوڑی نے گایا ہے:

دل ہم سے وہ لگائے جو ہنس کر تیر کھائے
جن کو ہو جان پیاری وہ سامنے نہ آئے

فلم بارہ دری کا ہی ایک دوسرا نغمہ جس کو لتا منگیشکر اور محمد رفیع نے اپنے جادو بھرے آواز سے سحر برپا کیا ہے:

او ترستی ہے نگاہیں بڑی ویران ہے محبت کی راہیں
چاند میرے تو کہاں محبت کی بس اتنی داستان ہے

اسی فلم کا نغمہ جس کا گایا ہے لتا منگیشکر نے۔نغمہ کے بول ہیں:

کھو دیا میں نے پا کر کسی کو، آگ لگ جائے اس زندگی کو
دن یہ قسمت نے کیسے دکھائے تھے جو اپنے ہوئے وہ پرائے

فلم 'مہندی' کے لیے خمار بارہ بنکوی نے کئی نغمے لکھے۔اس فلم کے نغموں کو بھی خمار میں ڈوب کر رکھا ہے۔ایک نغمہ جس کو روی کی موسیقی کے ساتھ لتا منگیشکر کی آواز میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔نغمہ کے بول ہیں:

اپنے کیے پہ کوئی پشیمان ہوگیا
لو اور میری موت کا سامان ہوگیا

ایک اور نغمہ جس کو اوشا منگیشکر اور آشا بھونسلے کی آواز میں روی کی موسیقی کے ساتھ ریکارڈ کیا گیا ہے:

میری دلہن بیرلی سے آئی رے، گھٹا کجرے کی نینوں میں لائی رے
میرا دلہا دروغہ کا بھائی رے ہائے کیسی یہ جوڑی ملائی رے

خمار بارہ بنکوی شاعری کی دنیا کا ایک بڑا نام تھا۔فلم سازوں کی کوشش ہوتی کہ خمار بنکوی کا لکھا نغمہ کسی بڑے گلوکار کا ہی آواز استعمال کریں۔اسی لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خمار بارہ بنکوی کے نغموں کو سب زیادہ محمد رفیع، لتا منگیشکر اور آشا بھونسلے نے آواز دی ہے۔ان کے نغموں کو فن گلوکاروں نے گنگنایا ان میں محمد رفیع، لتا منگیشکر، شمشاد بیگم، آشا بھونسلے، کشور کمار، راج کمار دوبے، کندن لال سہگل، ثریا، نسیم

اختر، اوشا منگیشکر، سیتا بنرجی، سمن کلیان پور، کامیہ، منا ڈے، شنکر داس گپتا، طلعت محمود، گیتا دت، جی ایم درانی وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ خمار بارہ بنکوی کے نغموں کو شوکت دہلوی ناشاد، نوشاد، محمد شفیع نیازی، روشن، سجاد، چتر گپت وغیرہ موسیقی دی۔

خمار بارہ بنکوی جس طرح اپنی شاعری میں جواب نہیں رکھتے ٹھیک اسی طرح ان کے فلمی نغمے بھی اپنے آپ میں ایک شاہکار ہے۔ ان نغموں کو عوام وخواص میں وہی مقبولیت حاصل ہے جو اس زمانے میں ہوا کرتی تھی۔ آج بھی خمار کے نغموں کو شوق سے سنا جاتا ہے۔ اگر وہ سنجیدگی اور دل جمعی کے ساتھ فلموں کے نغمہ لکھتے تھے شاید ان کی تعداد ہزاروں میں ہوتی لیکن وہ ایک ادب مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ چنانچہ جلد ہی انھوں نے فلمی دنیا کو الوداع کہا اور ادب کو ہی اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ خمار بارہ بنکوی کا انتقال 19 فروری 1999 کو ہوا۔

☆☆☆

فن خاکہ نگاری میں عتیق اللہ کی معنویت

کلیدی الفاظ: نقشہ # ڈھانچہ # شخصیت نگاری # مرقع نگاری # مرقع # شخصی مرقع # قلمی تصویر # Pen Sketch # Literary Sketch # PenSketch

Portrait # Comic #

محمد عمران

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو

دہلی یونیورسٹی، دہلی ۱۱۰۰۰۷

Abstract : The literal meaning of sketch is map or structure. In English Sketch, Pen Sketch, Literary Sketch, Pen Portrait, Comic, etc. have been used for it. Just as different words have been used for sketches in English, Also in Urdu literature different words have been used for sketching, such as Shakhsiyat Nigari, Muraqqa Nigari, Muraqqa, Shakhsi Muraqqa, Qalami Tasweer etc. It is used by writers with different terminology such as All Ahmad Suroor, Muhammad Hasnain, and Sulaiman Athar Javed use the term Qalmi Tasweer and Muraqqa Nigari while Shamim Hanafi and Nisar Ahmad Farooqi use the word Khaka Nigari. The term "Khaka Nigari" is popular in the present era. All these terms are used for real persons, while as art and literature, it does not matter that the sketch is of a real person. or of a fictitious personality.

After knowing all this, now everyone is curious about what sketching is in the term of literary people? In terminoloy ,The entire personality emerges before us in the form of a moving image. Through which the reader gets to know about the personality.

برطانوی عمل دخل سے ہندوستان میں جو تبدیلیاں آئیں اس کا اثر ہماری معاشرت، معیشت اور تہذیب وادب پر بھی پڑا۔ انگریزی ادب کی بہت سی اصناف نے ہندوستانی ادبیات پر اپنی رنگ افشانی کی جس کے توسط سے ہمارا تخلیقی ادب بھی جدید رنگ وروغن سے معمور ہونے لگا۔ خاکہ نگاری بھی انھیں اصناف سخن میں سے ایک ہے جنہوں نے براہ راست اس اثر کو قبول کیا تھا۔ انگریزی ادب میں بھی اس صنف نے نہ صرف ترقی کے مدارج طے کئے بلکہ خاصی مقبولیت بھی حاصل کی۔ انگریزی میں خاکہ کے ابتدائی ڈھانچے چاسر کی کتاب (Canter Bury Tales) میں نظر آتے ہیں۔ تاہم بیکن نے بھی اپنی کتاب (Advancement) میں بھی شخصیات کا خاکہ کھینچا ہے وہیں گلیمڈن نے بھی اپنی تصنیف (History of Rebellion) میں کامیاب خاکہ لکھے ہیں۔

ہمارے یہاں غیر افسانوی اردو نثر میں بھی خاکہ نگاری ایک مستقل صنف کی حیثیت سے متعارف ہے ۔ یہ اپنی شناخت اور اچھوتے اسلوب کی وجہ سے انفرادیت کی حامل صنف ہے ۔ خاکہ کے لغوی معنی نقشہ یا ڈھانچہ کے ہوتے ہیں انگریزی میں اس کے لئے Pen Sketch, Literary Sketch, Sketch, Pen Portrait,Comic, وغیرہ مستعمل ہوئے ہیں ۔ جس طرح انگریزی میں خاکہ کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں ٹھیک اردو ادب میں بھی خاکہ نگاری کے لئے مختلف الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جیسے شخصیت نگاری، مرقع

نگاری، مرقع، شخصی مرقع، قلمی تصویر وغیرہ۔ ادیبوں کے یہاں اس کا استعمال مختلف لفظیات کے ساتھ ملتا ہے جیسے آل احمد سرور، محمد حسنین، اور سلیمان اطہر جاوید کے یہاں قلمی تصویر اور مرقع نگاری کی اصطلاح دیکھنے کو ملتی ہے جب کہ شمیم حنفی اور نثار احمد فاروقی کے یہاں لفظ خاکہ نگاری کا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ موجودہ دور میں اصطلاحاً ''خاکہ نگاری'' ہی مروج ہے۔ ان تمام اصطلاحوں کا استعمال حقیقی شخصیتوں کے ہی لئے ہے جب کہ بحیثیت فن اور ادب یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ خاکہ حقیقی شخص کا ہے یا فرضی شخصیت کا۔ یہ سب جاننے کے بعد اب اس بات کی طرف تجسس ہوتا ہے کہ اہل ادب کی اصطلاح میں خاکہ نگاری کیا ہے؟ تو اصطلاحاً خاکہ نگاری اس فن کو کہتے ہیں جس میں شخصیت کی ایسی جھلک ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے پوری شخصیت چلتی پھرتی تصویر کی صورت میں ہمارے سامنے ابھر کر آجاتی ہے۔ جس کے ذریعہ قاری کو شخصیت کے بارے میں واقفیت حاصل ہوجاتی ہے۔ ویسے خاکہ نگاری کی تعریف کے بارے میں اب تک کوئی حتمی تعریف قائم نہیں کی جاسکی ہے مختلف رسائل وجرائد میں اصحاب قلم نے اپنی متفرق آراء کا اظہار کیا ہے۔ اسی پر اظہار خیال کرتی ہوئی ڈاکٹر صابرہ سعید اپنی کتاب ''اردو ادب میں خاکہ نگاری'' میں یوں رقم طراز ہیں :

> ''خاکہ کی کوئی ایسی جامع تعریف کرنا ممکن نہیں ہے جو اس کے تمام فنی اور ادبی پہلوؤں پر حاوی ہو۔ البتہ اس کے بنیادی اصول اور اہم خط وخال کی یوں نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ کہ خاکہ ایک صنف ادب ہے۔ اس کا سانچہ انشائیہ کا ہوتا ہے اور اس میں کسی شخصیت (حقیقی یا خیالی) کی زندگی، سیرت وصورت اور کارناموں کی کچھ جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں اور وہ شخصیت کے ایک ایسے مطالعہ کو پیش کرتا ہے جس سے پڑھنے والوں کو جمالیاتی حظ حاصل ہو۔'' ص ۶۴ ؎

اس اقتباس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خاکہ میں ایسے عناصر کا